انٹرویو

احسن اقبال

وفاقی وزیر

منصوبہ سازی، ترقی واصلاحات

ملک کو درپیش عدم مساوات کے اہم ترین پہلو کون سے ہیں؟ کیا وقت کے ساتھ ان میں شدت آئی ہے یا عدم مساوات کم ہو رہی ہے؟

کسی بھی معاشرے میں عدم مساوات کا درست طور پر اندازہ لگانے کے لئے محض آمدنی کی عدم مساوات کو پیش نظر رکھنا ہی کافی نہیں۔ دیگر ترقی پذیر ملکوں کی طرح پاکستان میں بھی عدم مساوات کے کئی پہلو ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ انفرادی اور علاقائی سطح پر آمدنی، تصرف کے اطوار، صنف، سماجی خدمات، وسائل کی فراہمی اور علاقائی ترقی کے حوالے سے عدم مساوات دیکھنے کو ملتی ہے۔

تاہم شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں افراد کی غربت جس کا تخمینہ بنیادی ضروریات کی لاگت کے طریقے سے لگایا جاتا ہے، گزشتہ چودہ سال کے دوران 64.3 فیصد سے کم ہو کر 29.5 فیصد تک رہ گئی ہے۔ علاوہ ازیں ترقی پر حکومتی فلسفے میں انسانی وسائل پر سرمایہ کاری کو مرکزی حیثیت دی جارہی ہے تاکہ مقامی اور سب کی شمولیت پر مبنی افزائش میں اضافہ ہو جس سے ملک میں عدم مساوات کے کئی پہلوؤں میں مزید کمی آئے گی۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جغرافیائی اور علاقائی عدم مساوات نے پاکستان میں پائی جانے والی سیاسی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دیا ہے؟ کیا محروم اور غیر محروم طبقات کے درمیان وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم سے ان کے ازالہ میں مدد ملے گی؟

میرے خیال میں کثیر جہتی عدم مساوات اور جرائم و دہشت گردی کی شرح کے درمیان ایک دور کا یہ تعلق پایا جاتا ہے۔ ملک میں پائی جانے والی کثیر جہتی عدم مساوات اور اس کے اثرات سے ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا۔ بہرحال میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جغرافیائی اور علاقائی خطوط پر عدم مساوات ان لاتعداد دیگر عوامل میں سے ایک ہے جو پاکستان میں موجودہ سماجی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ سماجی چپقلش بھی ان مخصوص مفادات کے تحت کی جانے والی بھونڈی دراندازی کا اثر ہے جو معاشرے کے مایوس اور محروم عناصر کو استعمال میں لا کر اپنے مذموم عزائم کو آگے بڑھاتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ محروم اور غیر محروم طبقات کے درمیان وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم عدم مساوات کے پیچیدہ مسئلے کا ازالہ کرتی ہے۔ اس کے باوجود اقتصادی اور عملی لحاظ سے عدم مساوات کا خاتمہ اس لئے ممکن نہیں کہ مختلف لوگوں اور خطوں کی اپنی اپنی سوچ اور ترجیحات ہیں۔ لیکن ظاہر ہے عدم مساوات کو کم سے کم سطح پر تولانا ہے اور یہی حکومت پاکستان کی ترجیح اور اس کی کوششوں کا محور ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری معاشی و سماجی پالیسیاں پاکستان سے عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے موزوں ہیں؟ آپ کے خیال میں وہ کون سے اہم ترین پالیسی اقدامات ہیں جو پاکستان کو درپیش معاشی و سماجی عدم مساوات کی مختلف شکلوں کو دور کرنے میں مدد دے سکتے ہیں؟

حکومت نے معاشرے کے مختلف عناصر کے درمیان وسیع تر اتفاق رائے سے ''وژن 2025'' تشکیل دیا ہے۔ اس وژن کے تحت ایک طرف پاکستان کو 2025 تک دنیا کی اولین 25 معیشتوں میں شامل کرنے اور اسے بالائی متوسط آمدنی والے ملک کی حیثیت دلانے کی کوششیں کی جارہی ہیں اور دوسری جانب غربت کی سطح کو نصف تک کم کرنے پر کام کیا جارہا ہے۔ کثیر جہتی عدم مساوات کے تدارک کی پالیسیاں بھی حکومت پاکستان کے ایجنڈا میں شامل ہیں۔ گیارہویں پنجسالہ منصوبے میں تشکیل دی گئی افزائش کی حکمت عملی میں غریب حامی شعبوں مثلاً زراعت، چھوٹے اور درمیانے کاروبار اور شعبہ تعمیرات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ 2010 میں متعارف کرائی گئی اٹھارہویں آئینی ترمیم کے بعد سماجی شعبہ صوبائی حکومتوں کے دائرہ اختیار میں آگیا ہے جو اس ضمن میں وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم یقینی بنا رہی ہیں۔

حکومت کی بنیادی سوچ یہ ہے کہ ترقی کے عمل میں معاشرے کے مختلف طبقات کے کردار کو بہتر بنایا جائے جبکہ تقسیم کے معاملے میں انصاف یقینی بنایا جائے۔ شہریوں کی صلاحیتیں بہتر بنانے کے لئے انتھک کوششیں کی جارہی ہیں تاکہ وہ بنیادی ضروریات یعنی غذا، صحت، تعلیم اور طرز حکمرانی حاصل کرسکیں۔ معاشرے کو آپ اس طرح دیکھیں کہ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک وہ حصہ جو ان بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے منڈی کے تقاضوں پر پورا اتر سکتا ہے اور دوسرا وہ جو ان تقاضوں کو پورا نہیں کرسکتا اس لئے اسے مدد کی ضرورت ہے۔ اگر اس دوسرے حصے کی مدد نہ کی گئی تو زیادہ سے زیادہ ثمرات کا حصول ممکن نہیں ہو پائے گا۔ لہٰذا حکومت سماجی تحفظ کے پروگراموں کے علاوہ تعلیم، صحت، مہارتوں کی ترقی، معذور افراد کی مدد اور آفات کی شدت کم کرنے جیسے شعبوں میں نقد رقوم کی مشروط اور غیر مشروط منتقلی کے پروگراموں پر کام کر رہی ہے۔ مزید برآں حکومت افرادی قوت میں خواتین کی شمولیت بہتر بنانے پر بھی بھرپور توجہ دے رہی ہے، دولت ٹیکس اور انکم ٹیکس کی وصولی یقینی بنائی جارہی ہے، ٹیکس کے دائرے کو وسیع کیا جارہا ہے، کم سے کم اجرت پر عمل کرایا جارہا ہے، چھوٹے قرضوں کے مواقع پیدا کئے جارہے ہیں، پرائمری میں سو فیصد داخلہ یقینی بنایا جارہا ہے، اور پیشہ ورانہ مہارتوں کے مراکز قائم کئے جارہے ہیں۔ امید ہے کہ ان اقدامات کے نتائج بہت جلد سامنے آنا شروع ہو جائیں گے۔

اقتباس

اس میں کوئی شک نہیں کہ محروم اور غیر محروم طبقات کے درمیان وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم عدم مساوات کے پیچیدہ مسئلے کا ازالہ کرتی ہے۔

انٹرویو

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی

صوبائی وزیر منصوبہ سازی و ترقی، حکومت بلوچستان

ملک کو درپیش عدم مساوات کے اہم ترین پہلو کون سے ہیں؟ کیا وقت کے ساتھ ان میں شدت آئی ہے یا عدم مساوات کم ہو رہی ہے؟

جمہوریت کے فقدان کا نتیجہ عدم مساوات کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔ قائداعظم کے انتقال کے بعد ملک میں سویلین حکمرانی نہ رہی، کسی وزیراعظم کو 'ایک فرد ایک ووٹ' کی بنیاد پر منتخب نہ کیا گیا اور وہ سب براہ راست پنجاب کی نگرانی میں رہے۔ جب حکومتیں ان کے قابو میں نہ رہتیں تو مارشل لاء لگا دیا جاتا اور آمرانہ حکومتیں بٹھا دی جاتیں جن سے عدم مساوات کا خلاء شدید سے شدید تر ہوتا گیا۔ ماسوائے مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے، مرحومہ بے نظیر بھٹو اور میاں نواز شریف سمیت جو بھی سویلین حکومتیں برسر اقتدار آئیں انہیں قابو میں رکھا گیا اور دو یا تین سال بعد ان کا بوریا بستر گول کر دیا گیا۔ ایک وقت تھا کہ پنجاب میں صرف دالیں اور گندم پیدا ہوتی تھیں لیکن وقت کے ساتھ یہ صنعتوں کا گڑھ بن گیا جہاں کئی چھوٹے بڑے صنعتی مراکز بن گئے۔ کوئٹہ، ہرنائی اور مستونگ میں کئی کارخانے تھے لیکن انہیں ملیامیٹ کر دیا گیا۔ اسی طرح تعلیم، آبپاشی، لائیوسٹاک، ماہی گیری اور زراعت وہ شعبے ہیں جنہیں اگر ترقی دی جائے تو یہ اس خلاء کو دور کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ افغانستان میں پاکستان کی مداخلت اور اس کے خلاف جہاد کی وجہ سے افغان مہاجرین بڑی تعداد میں سرحدی اضلاع میں داخل ہو کر یہاں آباد ہو گئے۔ مقامی باشندوں کے نزدیک شورش کا ایک بڑا سبب یہی تھا کیونکہ لاقانونیت، قانون کی عملداری اور منشیات کے کلچر کے علاوہ جنگلات، سڑکوں اور بنیادی ڈھانچے کی تباہی جیسے سبھی مسائل سر اٹھانے لگے۔ بدقسمتی سے تباہی جس طرح پھیلی اس کی رفتار ان فنڈز کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھی جو اس سے نمٹنے کے لئے فراہم کئے گئے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جغرافیائی اور علاقائی عدم مساوات نے پاکستان میں پائی جانے والی سیاسی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دیا ہے؟ کیا محروم اور غیر محروم طبقات کے درمیان وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم سے ان کے ازالہ میں مدد ملے گی؟

دہشت گردی، لاقانونیت اور جمہوریت کی کمی کا ساتھ ہو تو تباہی اپنا رنگ خوب دکھاتی ہے۔ جمہوریت پارلیمانی طرز کی ہونی چاہئے جس میں فوج کی کوئی مداخلت نہ ہو۔ الیکشن کمیشن اور عدلیہ آزاد ہوں، تمام وسائل مکمل طور پر قوم کے کنٹرول میں ہوں اور زندگی کے تمام شعبوں میں مساوات کا بول بالا ہو۔ 1950 کی دہائی میں جب بلوچستان سے گیس دریافت ہوئی تو اسے پاکستان کے سبھی صوبوں میں تقسیم کیا گیا لیکن مضحکہ خیز بات یہ کہ بلوچستان کو اس میں سے صرف 20 فیصد حصہ دیا گیا۔ ان عوامل کی وجہ سے صورتحال بگڑتی چلی گئی اور عدم مساوات میں اضافہ ہوتا گیا۔ اگرچہ اٹھارہویں ترمیم کی بدولت صوبے کو خودمختاری اور فنڈز کے اعتبار سے کچھ ریلیف ملی جس سے احساس محرومی کم کرنے میں مدد ملنی چاہئے لیکن عدم مساوات جیسی لعنت کو ختم کرنے میں وقت لگے گا۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری معاشی و سماجی پالیسیاں پاکستان سے عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے موزوں ہیں؟ آپ کے خیال میں وہ کون سے اہم ترین پالیسی اقدامات ہیں جو پاکستان کو درپیش معاشی و سماجی عدم مساوات کی مختلف شکلوں کو دور کرنے میں مدد دے سکتے ہیں؟

یہ پالیسیاں ہی تو ہیں جن کی وجہ سے عدم مساوات پھل پھول رہی ہے اور تفاوت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ چین پاکستان اقتصادی راہداری اور گوادر کے توانائی کے منصوبوں کی مثال کو ہی لے لیں۔ پنجاب کے لئے 400 ارب کے منصوبے تیار کئے گئے ہیں جبکہ بلوچستان کے لئے صرف ایک ارب کے منصوبوں پر کام ہو رہا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ گوادر بلوچستان کا حصہ ہے اور صوبے کو اس وقت ترقیاتی سرگرمیوں کی اشد ضرورت ہے۔ بلوچستان کو دیگر صوبوں سے زیادہ نہیں تو کم از کم ان کے برابر وسائل ضرور ملنے چاہئیں۔ اگر وفاقی حکومت نے یہی پالیسیاں جاری رکھیں تو عدم مساوات کا خلاء مزید بڑھتا چلا جائے گا۔

اقتباس

ملک میں مستحکم جمہوریت اور قومی خودمختاری ضروری ہے۔ تمام قومیتیں اپنے وسائل کو کنٹرول کریں اور ماسوائے دفاع، کرنسی، امور خارجہ اور جزوی ابلاغ کے، تمام امور صوبوں کے پاس ہونے چاہئیں۔

ملک میں مستحکم جمہوریت اور قومی خودمختاری ضروری ہے۔ تمام قومیتیں اپنے وسائل کو کنٹرول کریں اور ماسوائے دفاع، کرنسی، امور خارجہ اور جزوی ابلاغ کے، تمام امور صوبوں کے پاس ہونے چاہئیں۔ ایک آخری بات، صوبے یقیناً مرکز کے لئے وسائل میں حصہ ملا سکتے ہیں بشرطیکہ ان کے پاس اضافی وسائل ہوں۔

انٹرویو

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا

صوبائی وزیر خزانہ، پنجاب

رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب

اقتباس

ادارہ جاتی معاشیات کے نظریات یہ ثابت کرتے ہیں کہ کس طرح غیر مساویانہ سلوک کے ہاتھوں حقوق سے محروم لوگوں میں غم وغصے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جو بالآخر بغاوت کا روپ دھار لیتے ہیں۔

ملک کو درپیش عدم مساوات کے اہم ترین پہلو کون سے ہیں؟ کیا وقت کے ساتھ ان میں شدت آئی ہے یا عدم مساوات کم ہو رہی ہے؟

عدم مساوات کے کئی مختلف پہلو ہیں جن پر دنیا بھر میں بات کی جاتی ہے جیسے آمدنی، صحت، تعلیم، سماجی حیثیت، صنف وغیرہ۔ تاہم وسیع تر معنوں میں انہیں مواقع کی عدم مساوات اور نتائج کی عدم مساوات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مواقع کی عدم مساوات کا تعلق تعلیم، صحت یا اس طرح کی دیگر خدمات تک غیر مساوی رسائی کے ساتھ ہے جو اکثر نتائج کی عدم مساوات کا باعث بنتی ہے۔ بہرحال نتائج کی عدم مساوات کو محض مواقع کی عدم مساوات سے ہی منسوب نہیں کیا جا سکتا بلکہ بسا اوقات سماجی ڈھانچہ بھی نتائج کی عدم مساوات کا باعث بن جاتا ہے جیسے اقلیتوں اور خواتین میں آمدنی کی پست سطح۔

بدقسمتی سے پاکستان مواقع اور نتائج دونوں اعتبار سے عدم مساوات کا شکار ہے۔ شہری اور دیہی کی تقسیم کا نتیجہ ہے کہ بڑے شہروں میں بہتر سہولیات میسر ہیں۔ مختلف صوبوں کے درمیان عوام کے لئے دستیاب سہولتوں میں واضح فرق پایا جاتا ہے جس کا اندازہ ہزار یہ تر قیاتی مقاصد پر ہونے والی پیشرفت سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ پنجاب میں سہولیات کی حالت دیگر صوبوں سے بہتر ہے اور بلوچستان ترقی کی دوڑ میں سب سے پیچھے ہے۔ تاہم صوبوں کے اندر بھی جو سہولیات فراہم کی جاتی ہیں ان کی سطح برابر نہیں ہے۔ مثال کے طور پر، جیسا کہ 'سماجی اور رہن سہن کی پیمائش کے سروے' (پی ایس ایل ایم) اور 'گھرانہ آمدنی اور اخراجات سروے' (ایچ آئی ای ایس) سے ظاہر ہوتا ہے شمالی اور جنوبی پنجاب کے درمیان غربت کی سطح میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ یہ غربت مواقع کی عدم مساوات کو ظاہر کرتی ہے جس کا نتیجہ آمدنی کی عدم مساوات کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

حکومت ملک میں لاتعداد ترقیاتی منصوبوں پر کام کر چکی ہے لیکن اس کے باوجود بحیثیت مجموعی پاکستان میں عدم مساوات کی سطح بلند ہوئی ہے اور اس بناء پر اس مسئلے کے تدارک کے لئے مزید کافی کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ انسانی وسائل پر براہ راست اثر انداز ہونے والی عوامی خدمات مثلاً تعلیم اور صحت کی مساوات یقینی بنانے پر بالخصوص زور دینے کی ضرورت ہے۔

کیا آپ سمجھتی ہیں کہ جغرافیائی اور علاقائی عدم مساوات نے پاکستان میں پائی جانے والی سیاسی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دیا ہے؟ کیا محروم اور غیر محروم طبقات کے درمیان وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم سے ان کے ازالہ میں مدد ملے گی؟

اس بارے میں مختلف نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں کہ آیا جغرافیائی و علاقائی عدم مساوات جرائم یا دہشت گردی کے ساتھ جڑی ہے۔ بعض ماہرین معاشیات مثلاً تھامس پکٹی اس بیان سے اتفاق کرتے ہیں جبکہ کچھ ایسے ہیں جو نہیں کرتے۔ فی الوقت یہ طے کرنا خاصا مشکل ہے کہ آیا ان کے درمیان ایک مضبوط مثبت تعلق ہے یا منفی یا پاکستان کے سیاق وسباق میں ان کے درمیان کوئی تعلق ہے بھی یا نہیں۔ تاہم میں اس بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ علاقائی اور جغرافیائی عدم مساوات، عدم استحکام کا باعث بن سکتی ہے خاص طور پر ایسے حالات میں جب زیادہ وسائل کے حامل لوگ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے طاقت کا استعمال کریں۔ ادارہ جاتی معاشیات کے نظریات یہ ثابت کرتے ہیں کہ کس طرح غیر مساویانہ سلوک کے ہاتھوں حقوق سے محروم لوگوں میں غم وغصے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جو بالآخر بغاوت کا روپ دھار لیتے ہیں۔ لہٰذا جو بات باقی دنیا پر صادق آتی ہے وہ پاکستان پر بھی صادق آتی ہے۔

پنجاب حکومت نے علاقائی مساوات پیدا کرنے کی کوشش میں صوبے کے محروم علاقوں کے لئے زیادہ بجٹ رقوم مختص کرنے کا طریقہ اپنایا ہوا ہے۔ آبادی میں جنوبی پنجاب کا حصہ 31 فیصد ہے جبکہ ترقیاتی بجٹ میں اس کا حصہ گزشتہ کئی سالوں سے 32 فیصد سے بھی تجاوز کرتا چلا آ رہا ہے۔ تاہم محض موزوں طریقے سے وسائل مختص کر دینے اور عدم مساوات کا ازالہ کر دینے سے جرائم اور دہشت گردی کی روک تھام نہیں ہو جاتی کیونکہ بہت سے دیگر عوامل ایسے ہیں جو اس میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ مختلف علاقوں کے درمیان برابری کے حوالے سے تاریخی طور پر جو فرق چلا آ رہا ہے اسے آپ قلیل عرصے کے اندر دور نہیں کر سکتے۔ عدم مساوات کے مسئلے کو نمٹانے کے علاوہ ایسے اقدامات کرنے کی بھی ضرورت ہے جن کے ذریعے خاص طور پر جرائم اور دہشت گردی کو ہدف بنایا جائے۔ پاکستان کا شمار ان ملکوں میں ہوتا ہے جو اس وقت دہشت گردی کی زد میں ہیں لیکن ہم پھر بھی پوری ثابت قدمی سے کھڑے ہیں اور دہشت گردی سے نمٹنے میں کامیاب رہے ہیں۔ مثال کے طور پر سوات کو فوجی آپریشن کے بعد دہشت گردی سے پاک علاقہ قرار دے دیا گیا ہے۔ اسی طرز کا آپریشن فاٹا میں بھی کامیاب رہا ہے اور اس وقت یہ تکمیل کے قریب ہے۔ ان اقدامات سے ملک میں دہشت گردی کے حملوں کی تعداد میں خاصی کمی آئی ہے۔ اسی طرح حکومت پنجاب نے صوبے میں امن وامان کی اہمیت کا ادراک کرتے ہوئے بجٹ کا ایک بڑا حصہ اس مقصد کے لئے مختص کیا ہے۔ حکومت کی طرف سے کئے گئے بعض اہم اقدامات میں انسداد دہشت گردی فورس اور سپیشل پروٹیکشن یونٹ کے قیام کے علاوہ سیف سٹی پروگرام کا آغاز شامل ہے۔ تاہم ابھی مزید کافی کچھ کرنے کی ضرورت باقی ہے جس میں خاص طور پر عدم مساوات کے مسئلے کو ہی ہدف بنایا جائے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری معاشی وسماجی پالیسیاں پاکستان سے عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے موزوں ہیں؟ آپ کے خیال میں وہ کون سے اہم ترین پالیسی اقدامات ہیں جو پاکستان کو درپیش معاشی وسماجی عدم مساوات کی مختلف شکلوں کو دور کرنے میں مدد دے سکتے ہیں؟

پاکستان میں عدم مساوات کی سطح خاصی بلند ہے اور حکومت پاکستان کو اس مسئلے کی اہمیت کا پورا احساس ہے۔ قومی مالیاتی کمیشن (این ایف سی) اور صوبائی مالیاتی کمیشن (پی ایف سی) اس طرح تشکیل دیئے گئے ہیں کہ بجٹ وسائل کی تخصیص میں افقی اور عمودی خطوط پر برابری میں اضافہ ہو۔ مزید برآں، صوبائی سطح پر ارکان صوبائی اسمبلی کی بہتر شمولیت کے ذریعے بجٹ وسائل کی تخصیص سے یقینی بنایا جائے گا کہ مختلف شعبوں کو ان کی ضروریات کے مطابق وسائل موثر انداز میں مختص کئے جائیں۔ شواہد کی بنیاد پر بجٹ سازی کا طریقہ متعارف کرایا جا رہا ہے جس سے تمام اضلاع کے درمیان خدمات کی فراہمی میں برابری یقینی بنانے میں مدد ملے گی۔

عدم مساوات کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے ضروری ہے کہ سب کے لئے ایک ہی سطح کی معیاری خدمات کی دستیابی یقینی بنائی جائے۔ اس کا بہت زیادہ انحصار فنڈز کی دستیابی پر ہے۔ حکومت پاکستان نے ٹیکس بنیاد بہتر بناتے ہوئے اپنے ریونیو میں اضافے اور ترقیاتی سکیموں کے لئے زیادہ فنڈز مختص کرنے کے لئے کئی اقدامات کئے ہیں۔ 16-2015 میں ترقیاتی بجٹ کا فیصد حصہ زیادہ رکھا گیا ہے جیسے مثال کے طور پر پنجاب میں یہ 15.9 فیصد تک بڑھا دیا گیا ہے۔ قومی اور صوبائی سطحوں پر حکومتوں کو مل کر کام کرنا ہوگا۔

انٹرویو

ڈاکٹر نیاز مرتضیٰ

ماہر اقتصادیات

سینئر فیلو، یوسی برکلے

ملک کو درپیش عدم مساوات کے اہم ترین پہلو کون سے ہیں؟ کیا وقت کے ساتھ ان میں شدت آئی ہے یا عدم مساوات کم ہو رہی ہے؟

اہم پہلوؤں میں صنف، طبقہ بندی، نسلی اور علاقائی پہلو شامل ہیں۔ جہاں تک سوال کے دوسرے حصے کا کوئی حتمی جواب دینے کا تعلق ہے تو پاکستان میں اس حوالے سے بہت کم قابل اعتبار معلومات اور اعداد و شمار دستیاب ہیں۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جغرافیائی اور علاقائی عدم مساوات نے پاکستان میں پائی جانے والی سیاسی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دیا ہے؟ کیا محروم اور غیر محروم طبقات کے درمیان وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم سے ان کے ازالہ میں مدد ملے گی؟

بادی النظر میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ عدم مساوات جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دیتی ہے اور عدم مساوات کم کرنے سے یقیناً جرائم میں کمی لانے میں مدد مل سکتی ہے۔ دہشت گردی کے حوالے سے یہ تعلق زیادہ پیچیدہ ہے کیونکہ اس کا ایک نظریاتی پہلو بھی ہے جس میں عدم مساوات محض ایک جزوی محرک ہو سکتی ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری معاشی و سماجی پالیسیاں پاکستان سے عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے موزوں ہیں؟ آپ کے خیال میں وہ کون سے اہم ترین پالیسی اقدامات ہیں جو پاکستان کو درپیش معاشی و سماجی عدم مساوات کی مختلف شکلوں کو دور کرنے میں مدد دے سکتے ہیں؟

جی نہیں، پالیسیاں موزوں نہیں ہیں۔ بنیادی پالیسیاں مساویانہ ٹیکس نظام، معیاری تعلیم تک رسائی، اراضی اور سرمایے تک رسائی وغیرہ سے متعلق ہونی چاہئیں۔

انٹرویو

مظفر سید ایڈووکیٹ

صوبائی وزیر خزانہ، خیبر پختونخواہ
رکن، صوبائی اسمبلی خیبر پختونخواہ

ملک کو درپیش عدم مساوات کے اہم ترین پہلو کون سے ہیں؟ کیا وقت کے ساتھ ان میں شدت آئی ہے یا عدم مساوات کم ہو رہی ہے؟

پاکستان اپنے عوام کے لئے مالی اور معاشی مواقع کے بڑھتے تفاوت سے دوچار ہے۔ امیر اور غریب کے درمیان فرق خطرناک حد کو چھو رہا ہے۔ یہی حال صوبوں کے درمیان فرق کا ہے۔ اس تفاوت کو دور کرنے پر کوئی توجہ نہیں دی جارہی بلکہ ہر نئے سال کے ساتھ اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ لوگوں میں احساس محرومی کو فروغ دیتا ہے جو واقعی تشویش ناک بات ہے۔ آمدنی کے اصل ذرائع مثلاً پن بجلی کی پیداوار، بجلی گھر، تیل، گیس اور تمباکو کی فصلیں (خیبر پختونخواہ کی) جہاں مرکز کے کنٹرول میں ہیں وہیں پنجاب کے یہ ذرائع خود پنجاب کے کنٹرول میں ہیں جو ایک مضحکہ خیزی بات ہے۔ پنجاب اپنی آمدنی کے علاوہ دیگر مراعات بھی براہ راست وصول کرتا ہے یہاں تک کہ خوراک کے ملک گیر بحران کے دوران اس نے دیگر صوبوں کو گندم کی آمد ورفت پر پابندی عائد کردی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم اپنی دم توڑتی صنعت اور گھٹن زدہ عوام کو بچانے کی خاطر بجلی کی سپلائی اپنے داخلی استعمال کے لئے روک سکتے ہیں؟ ظاہر ہے اس کا آپ کوئی ٹھوس جواب نہیں دے سکتے۔ یہ عدم مساوات کی بدترین شکل کو جنم دیتا ہے اور ریاست اپنی وفاقی اکائیوں میں اس احساس کو تقویت دینے کی متحمل نہیں ہوسکتی خاص طور پر اٹھارہویں ترمیم کے بعد جب صوبائی خودمختاری آئین کا حصہ تو بن گئی ہے لیکن اس پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ اس کا فوری ازالہ انصاف کی شکل میں ہی ممکن ہے بصورت دیگر ڈر ہے کہ کہیں خیبر پختونخواہ اور اس کے عوام کو غربت اور بیروزگاری کے بڑھتے آسیب سے بچانے میں زیادہ دیر نہ ہوجائے۔

مجلی سطح پر پاکستان مواقع اور نتائج کی عدم مساوات کا شکار ہے۔ شہر و دیہہ کے درمیان تقسیم شہری علاقوں بالخصوص بڑے شہروں میں بہتر سہولیات کا باعث بنی ہے۔ عوام کو ملنے والی سہولتوں کے حوالے سے صوبوں میں شدید فرق پایا جاتا ہے جس کا اندازہ ہزار یہ ترقیاتی مقاصد سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ پنجاب میں سہولیات کی حالت باقی صوبوں بالخصوص خیبر پختونخواہ اور بلوچستان کے مقابلے میں بہتر ہے۔ یہاں تک کہ صوبوں کے اندر بھی سہولیات کی سطحیں مختلف ہیں۔ یہ مواقع کی عدم مساوات کو ظاہر کرتی ہے جو انجام کار نتائج کی عدم مساوات کا باعث بنتی ہے۔

اگرچہ حکومت نے کئی ترقیاتی منصوبوں پر کام کیا ہے لیکن بحیثیت مجموعی پاکستان میں عدم مساوات کی سطح بلند ہوئی ہے۔ لہٰذا اس مسئلے کو روکنے کے لئے مزید کام کی ضرورت ہے۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ عوامی خدمات مثلاً تعلیم اور صحت کی مساوات یقینی بنانے پر زور دیا جائے کیونکہ یہ سہولتیں براہ راست انسانی سرمایے پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جغرافیائی اور علاقائی عدم مساوات نے پاکستان میں پائی جانے والی سیاسی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دیا ہے؟ کیا محروم اور غیر محروم طبقات کے درمیان وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم سے ان کے ازالہ میں مدد ملے گی؟ خیبر پختونخواہ حکومت نے اس ضمن میں کیا اقدامات کئے ہیں؟

اس بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں کہ آیا جغرافیائی و علاقائی عدم مساوات جرائم یا دہشت گردی سے جڑی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ غربت، بیروزگاری اور عدم مساوات کے دیگر معاشی پہلو اس کا باعث ضرور بنتے ہیں۔ میں اس بات سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ علاقائی اور جغرافیائی عدم مساوات، عدم استحکام کا باعث بنتی ہے خاص طور پر اس صورت میں جب زیادہ وسائل کے حامل حلقے اپنا الوسیدھا کرنے کے لئے طاقت کا استعمال کریں۔ ادارہ جاتی معاشیات کے نظریات ثابت کرتے ہیں کہ غیر مساوی سلوک کے باعث حقوق سے محروم ہونے والے طبقات میں کس طرح غم وغصہ پیدا ہوتا ہے جو بالآخر بغاوت کا باعث بن جاتا ہے۔ لہٰذا جو بات ساری دنیا کے لئے درست ہے وہ پاکستان کے لئے بھی درست ہے۔

صوبے کے محروم علاقوں کے لئے بجٹ میں زیادہ رقوم مختص کر کے حکومت خیبر پختونخواہ عدم مساوات کا ازالہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ تاہم جرائم اور دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے محض فنڈز کی تخصیص اور عدم مساوات کا ازالہ ہی کافی نہیں بلکہ اس کے لئے زیادہ ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔ پاکستان دہشت گردی سے نمٹنے میں کامیاب رہا ہے اور فوجی کارروائی کے ذریعے سوات کو "دہشت گردی سے پاک" قرار دے دیا گیا ہے۔ فاٹا میں بھی یہ آپریشن کامیاب رہا ہے اور تکمیل کے قریب ہے۔ ان اقدامات سے ملک میں دہشت گردی کے حملوں میں نمایاں کمی آئی ہے۔ خیبر پختونخواہ حکومت نے بجٹ کا بڑا حصہ صوبے میں امن وامان برقرار رکھنے کے لئے مختص کیا ہے۔ حکومت کی طرف سے کئے گئے بعض اہم ترین اقدامات میں کاؤنٹر ٹیرازم فورس کا قیام اور سیف سٹی پروگرام کا آغاز شامل ہیں۔ تاہم ناانصافی کے مسئلے کے حوالے سے خاص طور پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری معاشی وسماجی پالیسیاں پاکستان سے عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے موزوں ہیں؟ آپ کے خیال میں وہ کون سے اہم ترین پالیسی اقدامات ہیں جو پاکستان کو درپیش معاشی وسماجی عدم مساوات کی مختلف شکلوں کو دور کرنے میں مدد دے سکتے ہیں؟

پاکستان میں عدم مساوات کی سطح خاصی بلند ہے اور حکومت کو اس پر فوری توجہ دینا ہوگی۔ اگرچہ قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ میں اصلاح کی ضرورت ہے اور اٹھارہویں ترمیم کے پس منظر میں ایک نئے ایوارڈ کا اعلان ضروری ہوگیا ہے تاہم صوبائی مالیاتی کمیشن کی تشکیل بجٹ وسائل کی تخصیص میں افقی اور عمودی خطوط پر مساوات بہتر بنانے کا باعث بنی ہے۔ مزید برآں صوبائی سطح پر ارکان صوبائی اسمبلی کی بہتر شمولیت کے ساتھ بجٹ وسائل کی تخصیص سے مختلف شعبوں کو ان کی ضرورت کے مطابق وسائل زیادہ موثر انداز میں مختص کرنے میں مدد ملے گی۔

عدم مساوات کا مسئلہ حل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سب کے لئے معیاری خدمات کی دستیابی یقینی بنائی جائے۔ اس کا انحصار فنڈز کی دستیابی پر ہے۔ قومی اور صوبائی سطح کی حکومتوں کو اپنے سیاسی مقاصد سے بالاتر ہوکر مل کر کام کرنا چاہئے۔ اس سے نہ صرف حالات میں بہتری آئے گی بلکہ تاریخ کا ایک نیا باب رقم ہوگا۔

اقتباس

صوبے کے محروم علاقوں کے لئے بجٹ میں زیادہ رقوم مختص کر کے حکومت خیبر پختونخواہ عدم مساوات کا ازالہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

انٹرویو

ڈاکٹر عشرت حسین

چیئرمین، ساؤتھ ایشین نیٹ ورک آف اکنامک ریسرچ انسٹی ٹیوشنز (ایس اے این ای آر آئی)

سابق گورنر، اسٹیٹ بینک آف پاکستان

ڈین و ڈائریکٹر، انسٹی ٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن (آئی بی اے)، کراچی

اقتباس

سماجی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی کو محض آپ عدم مساوات کے ان پہلوؤں سے ہی منسوب نہیں کر سکتے بلکہ یہ چیزیں ایسے حالات میں پھلتی پھولتی ہیں جو معاشرے کے بعض محروم طبقات کو ان سرگرمیوں کا حصہ بنانے کے لئے سازگار ہوں۔

ملک کو درپیش عدم مساوات کے اہم ترین پہلو کون سے ہیں؟ کیا وقت کے ساتھ ان میں شدت آئی ہے یا عدم مساوات کم ہو رہی ہے؟

عدم مساوات کے اصل پہلو آمدنی، صنف اور مہارتوں کے علاوہ شعبہ جاتی اور علاقائی ہیں۔ دیہی علاقوں کی ناخواندہ خواتین جو گھر کی سربراہی سے لے کر زرعی کاموں تک سب کچھ کر رہی ہیں، وہ آبادی کے سب سے نچلے طبقے میں نظر آتی ہیں جس کا قومی آمدنی میں حصہ محض پانچ فیصد ہے۔

آمدنی کی تقسیم میں سب سے اوپر والے طبقے کا حصہ سب سے نچلے طبقے کے مقابلے میں تقریباً نو سے دس گنا زیادہ ہے۔ کسی تعلیم یافتہ شہری مرد کے معاملے میں یہ امکان زیادہ ہوتا ہے کہ وہ کسی میٹروپولیٹن علاقے (کراچی، اسلام آباد، لاہور) میں مقیم ہوگا اور کسی صنعتی ادارے میں یا کسی باضابطہ ملازمت پر کام کر رہا ہوگا۔ وقت کے ساتھ جہاں غربت میں کمی آئی ہے وہیں اراضی، سرمایے اور مہارتوں کی شکل میں اثاثوں کی ملکیت ارتکاز کا شکار ہوتی نظر آتی ہے۔ Gini Coefficients جو کسی قوم یا ملک میں آمدنی کی تقسیم کو ظاہر کرتا ہے، قدرے پست ہے اور اوپر کی طرف نمایاں حد تک بڑھتا نظر نہیں آتا۔ اس کا سبب پھیلتا ہوا متوسط طبقہ بھی ہو سکتا ہے جو اوپر کی دوسری اور تیسری پرتوں پر پھیلا ہوا ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جغرافیائی اور علاقائی عدم مساوات نے پاکستان میں پائی جانے والی سیاسی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دیا ہے؟ کیا محروم اور غیر محروم طبقات کے درمیان وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم سے ان کے ازالہ میں مدد ملے گی؟

سماجی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی کو محض آپ عدم مساوات کے ان پہلوؤں سے ہی منسوب نہیں کر سکتے بلکہ یہ چیزیں ایسے حالات میں پھلتی پھولتی ہیں جو معاشرے کے بعض محروم طبقات کو ان سرگرمیوں کا حصہ بنانے کے لئے سازگار ہوں۔ ایسے تعلیم یافتہ نوجوان جنہیں پیداواری سرگرمیوں میں روزگار کے مواقع اس لئے نہ مل پائے کہ ان کے اصل کارپردازوں کے ساتھ تعلقات نہ تھے یا ان کے پاس ملازمتیں خریدنے کے لئے مالی وسائل نہ تھے، ان کے بارے میں دیکھا گیا ہے کہ وہ غیر قانونی معیشت اور مجرمانہ سرگرمیوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ طرز حکمرانی کی ناکامی اور انصاف، تعلیم، صحت اور دیگر بنیادی ضروریات تک رسائی کا فقدان جیسے عوامل اس سارے گٹھ جوڑ میں اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ نسلی اور علاقائی نوعیت کی سیاسی جماعتیں عدم مساوات کے ان پہلوؤں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملی اتحاد اور یکجہتی کو ٹھیس پہنچاتی ہیں۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری معاشی و سماجی پالیسیاں پاکستان سے عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے موزوں ہیں؟ آپ کے خیال میں وہ کون سے اہم ترین پالیسی اقدامات ہیں جو پاکستان کو درپیش معاشی و سماجی عدم مساوات کی مختلف شکلوں کو دور کرنے میں مدد دے سکتے ہیں؟

مالی، زری، مالیاتی اور سماجی پالیسیوں کے ساتھ ساتھ بھرپور اور عمدہ طریقے سے کام کرتے ہوئے ادارے ملک میں ترقی پسندانہ ٹیکس نظام، ہدف پر مبنی سب سڈیز اپنا کر اور غریب حامی سرکاری اخراجات اور انسانی ترقی پر سرمایہ کاری کے علاوہ دیہی اور پسماندہ اضلاع میں بنیادی ڈھانچے کی تعمیر کے ذریعے عدم مساوات کے ان پہلوؤں کو دور کرنے میں نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ مالی شعبے میں سب طبقات کی اس طرح شمولیت کہ چھوٹے اور درمیانے کاروباری اداروں (ایس ایم ایز)، چھوٹے کسانوں، مائیکرو انٹرپرائزز کو قرضے ملیں، کم قیمت رہائشی سہولتیں میسر ہوں اور زراعت کے لئے استعمال ہونے والی اشیاء مثلاً آبپاشی کے پانی، زیادہ پیداوار دینے والے بیجوں، کھادوں وغیرہ کی مساویانہ تقسیم ہو تو اس سے بھی نمایاں بہتری آ سکتی ہے۔ اختیارات اور مالی وسائل کی نچلی سطح پر منتقلی اور بااختیار مقامی حکومتوں کی بدولت بھی ادارے اس قدر مستحکم ہوں گے کہ وہ بنیادی عوامی خدمات فراہم کر سکیں۔ افرادی قوت میں خواتین کی شمولیت میں اضافہ بھی معاشی افزائش کے لئے ایک شاندار محرک کا کام دے گا، سماجی یکجہتی کا نقیب ثابت ہوگا اور اس سے آمدنیاں ہموار ہوں گی۔ صنف دوست پالیسیاں اور ادارے بھی عمدہ ثمرات کا باعث بن سکتے ہیں۔

انٹرویو

ایم ضیاءالدین

پچاس سال سے شعبہ صحافت سے وابستہ سینئر صحافی
سابق ایگزیکٹو ایڈیٹر، ایکسپریس ٹریبیون

ملک کو درپیش عدم مساوات کے اہم ترین پہلو کون سے ہیں؟ کیا وقت کے ساتھ ان میں شدت آئی ہے یا عدم مساوات کم ہو رہی ہے؟

پاکستان میں عدم مساوات کے کئی پہلو ہیں۔ ہمارے ملک میں آمدنی کی عدم مساوات ہے، باکفایت تعلیم تک رسائی کی عدم مساوات ہے، باکفایت حفظان صحت تک رسائی کی عدم مساوات ہے، باکفایت ٹرانسپورٹ تک رسائی کی عدم مساوات ہے اور باکفایت رہائش تک رسائی کی عدم مساوات ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جغرافیائی اور علاقائی عدم مساوات نے پاکستان میں پائی جانے والی سیاسی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دیا ہے؟ کیا محروم اور غیر محروم طبقات کے درمیان وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم سے ان کے ازالہ میں مدد ملے گی؟

پاکستان کے سیاق وسباق میں دہشت گردی کا علاقائی عدم مساوات کے ساتھ کوئی تعلق بنتا ہے نہ وسائل کی مراعات یافتہ اور غیر مراعات یافتہ طبقات کے درمیان قدرے منصفانہ تقسیم سے اس پر کوئی فرق پڑے گا۔ دہشت گردی کا تعلق براہ راست ہمارے سکول نصاب سے ہے جو جہادی ذہنیت رکھنے والے شہری تیار کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ مدیحہ افضل کی تحریر ''پاکستانی نصاب اور انتہا پسندی'' کے مطالعہ سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ پاکستان میں عسکریت پسندی کس طرح پروان چڑھ رہی ہے۔

ملک میں دہشت گردی کو متعارف کرانے کی ذمہ دار دراصل خود پاکستانی ریاست ہے۔ افغانستان پر قبضہ کرنے والی کافر سوویت فوج کے خلاف جہاد کے نام پر دنیا بھر کے مسلمان نوجوانوں کو اپنے جال میں پھانسنے میں سی آئی اے کی کامیابی اور بوسیدہ حال جہادیوں کے ہاتھوں اس سپر پاور فوج کی شکست نے پاکستانی ریاست کو ایک نیا راستہ دکھا دیا کہ وہ بھارتی مقبوضہ کشمیر کو فتح کرنے کے لئے اپنے جہادیوں کو فعال بنائے۔ جب یہ تدبیر کام نہ آئی اور ان جہادیوں کو پتہ چل گیا کہ ریاست ان کے ساتھ بے وفائی کی کوشش کر رہی ہے تو وہ اسی پاکستانی ریاست کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ یہ ہے پاکستان میں عسکریت پسندی کی مختصر سی کہانی۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری معاشی وسماجی پالیسیاں پاکستان سے عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے موزوں ہیں؟ آپ کے خیال میں وہ کون سے اہم ترین پالیسی اقدامات ہیں جو پاکستان کو درپیش معاشی وسماجی عدم مساوات کی مختلف شکلوں کو دور کرنے میں مدد دے سکتے ہیں؟

مٹھی بھر پاکستانی تقریباً پوری قومی دولت اور اس کے وسائل پر ہاتھ صاف کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جس کے لئے انہوں نے بڑی حد تک ''منڈی طرز کی ان لبرل معاشی پالیسیوں'' سے فائدہ اٹھایا ہے جن پر ہمیں 1980 کی دہائی کے وسط سے بدنام زمانہ واشنگٹن اتفاق رائے کا پرچار کرنے والوں نے پر چلنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ ان پالیسیوں کا سب سے تباہ کن اثر یہ رہا ہے کہ امیر اور غریب کے درمیان ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے جو مستقل اور مسلسل پھیل رہا ہے۔

دوسری جانب کم سے کم حکومتی مداخلت اور منڈی کی آزاد قوتوں کی اس پالیسی نے، جس کا ڈھنڈورا سماجی انصاف کی ضامن کے طور پر پیٹا جاتا ہے، ریاست کو محض ایک ڈھانچہ بنا کر رکھ دیا ہے جو اس سے نکلنے کا کوئی راستہ وضع کرنے کی صلاحیت سے عاری ہے۔

دنیا بھر کے ممتاز ماہرین معاشیات غالباً اس عارضے کو تسلیم کر چکے ہیں لیکن وہ اپنی اس تردیدی کیفیت سے باہر آنے کو تیار نہیں کیونکہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اس یقین میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں کہ 'آزاد منڈی' کی قوتیں لوگوں کو سماجی انصاف دینے لگیں گی اور عدم مساوات میں کمی لائیں گی۔

تاہم بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہرین معاشیات کے ایک گروپ جس میں پاکستان کے بعض ممتاز نام بھی شامل ہیں، نے اس روایتی معاشی حکمت کو چیلنج کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس گروپ میں شامل ماہرین مثلاً پاکستان کے سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر حفیظ پاشا، جو خاصے قریب سے اس ملک کی معیشت کے اتار چڑھاؤ کا مطالعہ کر چکے ہیں، غالباً اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ جب تک مزید کوئی وقت ضائع کئے بغیر اراضی کی اصلاحات متعارف نہیں کرائی جاتیں اور اس کے ساتھ ساتھ تمام آمدنیوں کو ان کے ذرائع سے قطع نظر براہ راست ٹیکس دائرے میں نہیں لایا جاتا، عدم مساوات کا یہ خلاء اسی طرح بڑھتا چلا جائے گا۔

ڈاکٹر پاشا نے اپنے ایک حالیہ تحقیقی مقالے (Growth Progressive Fiscal Policy for Inclusive) میں اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ زرعی اراضی کے ساتھ ساتھ جائیداد اور مالی اثاثوں کی ملکیت پاکستان میں عدم مساوات کی ایک بنیادی شکل ہے۔ پانچ ایکڑ سے کم آبادی والے چھوٹے کسان پاکستان میں کاشت کار آبادی کے 65 فیصد کے لگ بھگ بنتے ہیں، لیکن وہ صرف 19 فیصد زرعی اراضی کے مالک ہیں۔ ملک میں صرف 26,000 کے لگ بھگ کسان ایسے ہیں (کل کا 0.4 فیصد) جو 14 فیصد کے آس پاس اراضی کے مالک ہیں۔ بڑے زمینداروں کو آبپاشی کے پانی تک ترجیحی رسائی حاصل ہے اور وہ ٹریکٹروں، ٹیوب ویلوں اور دیگر زرعی آلات کے مالک ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ وہ چونکہ بے پناہ سیاسی اختیار کے مالک ہیں (ایم این ایز/ایم پی ایز کی اکثریت بالخصوص پنجاب اور سندھ میں زمیندار ہیں) اس لئے وہ اراضی اصلاحات متعارف کرانے کی تمام کوششوں کو ناکامی سے دوچار کر دیتے ہیں اور اس بات کا بھی پورا انتظام رکھتے ہیں کہ ان کی آمدنیاں اسی طرح ٹیکس دائرے سے باہر رہیں۔

مزید برآں، جائیداد سے ہونے والی آمدنی میں سے تقریباً 52 فیصد اوپر کی 20 فیصد آبادی کے حصے میں آتی ہے جبکہ ڈیوڈنڈز کا 80 فیصد چوٹی کے صرف ایک فیصد ڈیزیٹرز کے حصے میں آتے ہیں۔ بینک اپنے قرضوں کا 77 فیصد چوٹی کے ایک فیصد قرض خواہوں کو فراہم کرتے ہیں۔

عوامی سطح پر حصص پیش کرنے والی کمپنیوں کے حصص داران کی تعداد اندازاً ایک ملین ہے۔ مارکیٹ میں موجود 70 ملین امریکی ڈالر کا سرمایہ انہی ایک ملین افراد کی دولت میں سے ہے۔ کاروباری دنیا میں آج بھی کمپنیوں کی خاندانی ملکیت کا غلبہ ہے جس کی وجہ سے وہ مارکیٹ کی متلون صورتحال کے ہاتھوں شدید خطرات سے دوچار رہتی ہیں۔ مکمل طور پر خاندانی ملکیت والی یہ کمپنیاں اپنی آمدنیوں اور اثاثوں کو ان خطرات کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے ٹیکس چوری کرتے ہیں اور عوامی سہولیات کی لوٹ مار کرتے ہیں۔

اقتباس

جب تک مزید کوئی وقت ضائع کئے بغیر اراضی کی اصلاحات متعارف نہیں کرائی جاتیں اور اس کے ساتھ ساتھ تمام آمدنیوں کو ان کے ذرائع سے قطع نظر براہ راست ٹیکس دائرے میں نہیں لایا جاتا، عدم مساوات کا یہ خلاء اسی طرح بڑھتا چلا جائے گا۔

بڑے کاروباری اداروں کے لئے لابی سرکرمیاں کرنے والے سیاسی اثر ورسوخ خرید کر اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ حکومتیں چاہے جو بھی ہوں، وہ ''کاروبار دوست'' ٹیکس پالیسیاں بنائیں۔

دوسری جانب ملک میں غربت کی شرح اندازاً 37 فیصد کو پہنچ چکی ہے۔ لوگوں پر بالخصوص تعلیم اور صحت میں مسلسل ناکافی سرمایہ کاری کے باعث پاکستان کے ہیومن ڈویلپمنٹ انڈکس (ایچ ڈی آئی) میں بہتری کی شرح کے بارے میں اندازہ ہے کہ اس کی رفتار خاطر خواہ حد تک سست ہے۔

انٹرویو

میاں خلیق الرحمان

مشیر برائے منصوبہ سازی وزیراعلیٰ خیبر پختونخواہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ سازی وترقی

اقتباس

وفاقی حکومت کو چاہئے کہ وہ تمام صوبوں کے ساتھ برابر سلوک کا مظاہرہ کرے۔

ملک کو درپیش عدم مساوات کے اہم ترین پہلو کون سے ہیں؟ کیا وقت کے ساتھ ان میں شدت آئی ہے یا عدم مساوات کم ہو رہی ہے؟

عدم مساوات کے لاتعداد پہلو ایسے ہیں جو معاشرے میں سماجی و علاقائی مسائل پیدا کرتے ہیں۔ قانون کی حکمرانی، جاگیرداری نظام، خاندانی نظام کا فروغ، کرپشن اور سیاست میں پیسے کی ریل پیل چند ایسی مثالیں ہیں جو اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں اور یوں امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتے جاتے ہیں۔ پالیسی ساز صرف موجودہ حالات کے بارے میں سوچتے ہیں اور طویل مدتی بنیاد پر اس کے اثرات کا تجزیہ نہیں کر پاتے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ امیر اور غریب کی تقسیم بڑھتی جاتی ہے جو معاشرے میں فرسٹریشن کے احساسات کو جنم دیتی ہے اور افراد کو ''شارٹ کٹ'' اپنانے پر مجبور کرتی ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جغرافیائی اور علاقائی عدم مساوات نے پاکستان میں پائی جانے والی سیاسی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دیا ہے؟ کیا محروم اور غیر محروم طبقات کے درمیان وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم سے ان کے ازالہ میں مدد ملے گی؟

اس خطے کا ماضی خاصا شورش انگیز رہا ہے جس میں قدرتی آفات سے عالمی سیاست تک سبھی عوامل نے اپنا کام دکھایا ہے۔ اس چھوٹے سے صوبے خیبر پختونخواہ میں وہ میدان تیار کیا گیا جس نے روسیوں کو افغانستان سے واپس جانے پر مجبور کر دیا اور ساتھ ہی اس کی ثقافت، زبان، رسم ورواج، رہن سہن اور طرز زندگی کے طریقوں کو سیاسی رنگ میں رنگ دیا۔

1980 کی دہائی سے پہلے یہ صوبہ اپنی مہمانداری اور شاندار ثقافت کی وجہ سے بہت مشہور تھا لیکن دہشت گردی کے خلاف جنگ یہاں کلاشنکوف اور مفتیات کلچر لے آئی۔ تعلیم کے ذریعے ترقی کی راہ پر قدم بڑھانے کے بجائے لوگ سمگلر بننے لگے۔ مذہبی مدارس نے سکولوں اور کالجوں کی جگہ لے لی۔ مولوی صاحبان زیادہ طاقتور بن گئے جس نے سماجی زندگی کو مزید بے یقینی اور مسائل کا شکار بنا دیا۔ خودکش حملہ آوروں کے کلچر نے اس خطے کو آلودہ کر دیا۔ فرقہ واریت نے سر اٹھایا اور جہاد نہ صرف مساجد اور مدارس بلکہ تعلیمی اداروں میں بھی من پسند موضوع بحث بن گیا۔

میری رائے میں سارے وسائل کسی ایک صوبے پر لگانے کے بجائے پورے ملک میں منصفانہ انداز میں تقسیم کئے جائیں۔ تاہم اس کے لئے مردم شماری کی ضرورت ہے اور ہمارے ہاں آخری مردم شماری 1990 کی دہائی میں کی گئی تھی۔ خیبر پختونخواہ کا مسئلہ باقی صوبوں کے مقابلے میں کہیں مختلف ہے۔ یہ نہ صرف اپنی آبادی کا پیٹ پال رہا ہے بلکہ (افغانستان اور فاٹا کے) لاکھوں پناہ گزینوں کا بوجھ بھی اس کے سر پر ہے جو اس چھوٹے سے صوبے کے ساتھ ناانصافی والی بات ہے۔ بنیادی ڈھانچے کی کمی کے باعث غربت کا مسئلہ مزید شدت اختیار کر گیا ہے۔ صوبے میں بے پناہ وسائل موجود ہیں جیسے پن بجلی، جنگلات، تیل اور گیس وغیرہ۔ لیکن بدقسمتی سے اسے وہ اختیار حاصل نہیں کہ جس کی بدولت یہ اپنے طور پر کوئی پروگرام شروع کر سکے اور یہ ہمیشہ وفاقی حکومت کی منظوری کا مرہون منت رہتا ہے۔ اگر صوبے کو اپنے مسائل سے اپنے طور پر نمٹنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ سرمایہ کاروں کو اپنی طرف مائل کر سکتا ہے جن سے عام آدمی کا مستقبل بدل سکتا ہے۔ یہ نہ صرف صوبے کے لئے بلکہ پورے ملک کے لئے سودمند ثابت ہوگا۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری معاشی وسماجی پالیسیاں پاکستان سے عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے موزوں ہیں؟ آپ کے خیال میں وہ کون سے اہم ترین پالیسی اقدامات ہیں جو پاکستان کو درپیش معاشی وسماجی عدم مساوات کی مختلف شکلوں کو دور کرنے میں مدد دے سکتے ہیں؟

عدم مساوات کے چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے محض معاشی اور سماجی پالیسیاں اس لئے کافی نہیں کہ فیصلہ سازی کے عمل میں تمام متعلقہ فریقوں کو پوری طرح شامل نہیں کیا جاتا۔ اس کے لئے کوئی موزوں نظام موجود نہیں اور عدم دلچسپی کی صورت میں ایک شدید خلاء مسلسل چلا آ رہا ہے۔ متعدد عوامل کے ازالہ کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلی رکاوٹ سکیورٹی کی حساس صورتحال ہے جو سرمایہ کاروں کو خطے میں قدم رکھنے یا یہاں سرمایہ لگانے سے روکتی ہے۔ سرمایہ کاروں کے لئے مراعات کا فقدان ایک اور مسئلہ ہے۔ روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے صوبے میں نئے اکنامک زون متعارف کرائے جائیں۔ وفاقی حکومت کو چاہئے کہ وہ تمام صوبوں کے ساتھ برابر سلوک کا مظاہرہ کرے۔ تمام پالیسیوں میں اوپر سے نیچے کی طرف نہیں بلکہ نیچے سے اوپر کی طرف کا طریقہ اپنایا جائے۔ یہ وہ طریقے ہیں جو معاشرے کو پھلنے پھولنے اور خوشگوار زندگیاں پیدا کرنے میں مدد دیں گے۔

خیبر پختونخواہ حکومت نے صوبے میں عدم مساوات کم کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں یا کون سے اقدامات کر رہی ہے؟

خیبر پختونخواہ حکومت کی کارکردگی کافی اچھی ہے۔ مثال کے طور پر اسمبلی نے سو سے بھی زیادہ قوانین کے بل منظور کئے ہیں۔ سماجی عدم مساوات کو بڑی حد تک مٹا دیا گیا ہے۔ ''سیاست زدہ پولیس'' کے سالہا سال پرانے کلچر کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔ بعض ایسی مثالیں بھی موجود ہیں جن میں پولیس نے کرپشن اور قانون کے غلط استعمال پر وزراء اور دیگر عہدیداروں و افسران کے خلاف کارروائیاں کیں اور انہیں گرفتار کیا۔ صوبے میں 'رائٹ ٹو انفارمیشن' بل کی منظوری دی گئی جس سے سرکاری افسران و عہدیداروں کے احتساب میں بہتری آئی ہے۔ صوبے میں بلدیاتی اداروں کے انتخابات بھی کرائے گئے ہیں جو اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی کی جانب پہلا قدم ہے۔ بلدیاتی اداروں کے بجٹ کے لئے 42 ارب پاکستانی روپے مختص کئے گئے۔ اس کے علاوہ صوبے نے اپنے ترقیاتی فنڈ کا مزید 30 فیصد بھی فراہم کر دیا ہے تاکہ مقامی لوگوں کے مسائل مقامی طور پر دور کئے جا سکیں۔

صوبے میں اداروں اور محکموں پر سیاسی اثر ورسوخ کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ صوبائی مالیاتی کمیشن تشکیل دیا گیا ہے جس کے ذریعے مقامی حکومتوں کو فنڈز منتقل کئے جائیں گے جس سے غبن کے مسائل پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔ صوبے میں جنگلات اور سیاحت کی پالیسیاں متعارف کرائی گئی ہیں جبکہ صحت پالیسی کی تیاری پر کام جاری ہے۔ ٹینشل ٹیسٹنگ سسٹم بھی متعارف کرا دیا گیا ہے جو میرٹ پر مبنی نتائج یقینی بناتا ہے۔ ''Conflict of Interest Bill'' اس وقت زیر بحث ہے جس کے تحت کوئی سیاسی عہدیدار اپنے خاندان کے لئے کوئی فنڈز یا پراجیکٹ مختص نہیں کر پائے گا۔ حکومت قلیل، درمیانی اور طویل مدت کی پالیسیاں متعارف کرانے کے لئے کام کر رہی ہے۔ اس کے بعد حکومت کوئی بھی چلا رہا ہو خطے میں سیاسی استحکام آئے گا۔

انٹرویو

اکبر حسین درانی

سیکرٹری خزانہ، حکومت بلوچستان

ملک کو درپیش عدم مساوات کے اہم ترین پہلو کون سے ہیں؟ کیا وقت کے ساتھ ان میں شدت آئی ہے یا عدم مساوات کم ہو رہی ہے؟

میرے نزدیک اس میں تین عوامل کارفرما ہیں یعنی ناخواندگی، غربت اور کرپشن۔ جب تک یہ تینوں عوامل اپنی جگہ موجود ہے پہلے دو عوامل کے خلاف کوئی بھی کوشش ثمر آور ثابت نہیں ہو سکتی۔ ناانصافی اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم بھی عدم مساوات کی راہ ہموار کرتی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی کمی آئی ہے بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ بلوچستان کے 40 فیصد لوگ خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ بمشکل دو ڈالر یومیہ کما پاتے ہیں۔ بلوچستان کے کل 32 میں سے 11 اضلاع کا شمار ملک کے غریب ترین اضلاع میں ہوتا ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جغرافیائی اور علاقائی عدم مساوات نے پاکستان میں پائی جانے والی سیاسی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دیا ہے؟ کیا محروم اور غیر محروم طبقات کے درمیان وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم سے ان کے ازالہ میں مدد ملے گی؟

جی ہاں، پڑوسی ملکوں بالخصوص افغانستان کی موجودہ صورتحال نے پاکستان پر اپنے منفی اثرات مرتب کئے ہیں۔ ناخواندگی، انتہائی غربت، بیروزگاری اور بے لگام کرپشن کا راج ہو تو سماجی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی اس کی یقینی پیداوار ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر بلوچستان کو لے لیں۔ یہ بے پناہ وسائل اور استعداد کا حامل صوبہ ہے جس پر کئی علاقائی اور بین الاقوامی قوتوں نے اپنی نظریں جمائی ہوئی ہیں جو اپنے اپنے مفادات کی خاطر یہاں کی سیاست میں اپنا اثر پھیلانے کے لئے کوشاں ہیں۔ وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم اور انصاف کی فراہمی سے وقت کے ساتھ صورتحال میں بہتری آئے گی۔ مثلاً اٹھارہویں ترمیم کے بعد قابل تقسیم قومی وسائل میں صوبوں کا حصہ بڑھ گیا ہے جس کے نتیجے میں بلوچستان کے وسائل 28 ارب سے بڑھ کر 83 ارب تک پہنچ گئے ہیں اور قومی مالیاتی کمیشن کی رو سے وسائل کی تقسیم کے نئے طریقہ کار کی بدولت ان میں 5.1 فیصد سے 9.09 فیصد تک اضافہ ہوا ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری معاشی و سماجی پالیسیاں پاکستان سے عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے موزوں ہیں؟ آپ کے خیال میں وہ کون سے اہم ترین پالیسی اقدامات ہیں جو پاکستان کو درپیش معاشی و سماجی عدم مساوات کی مختلف شکلوں کو دور کرنے میں مدد دے سکتے ہیں؟

تبدیلی راتوں رات نہیں لائی جا سکتی۔ اس کے لئے درست سمت میں پیہم پالیسیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ایسا قانون تشکیل دیا جائے جس کے تحت منتخب نمائندے اپنی پارلیمانی مدت کے دوران اپنے انتخابی حلقوں میں ترقیاتی سکیموں کا تعین کر سکیں۔ ان سکیموں پر 15 سالہ عرصے کے لئے جاری بنیاد پر کام کیا جاتا ہے جس سے کرپشن اور وسائل کے ضیاع کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ روزگار کے مواقع کی کمی نوجوانوں میں فرسٹریشن کا باعث بنتی ہے جو ہماری آبادی کا 40 فیصد (15 سے 25 سال عمر کے افراد) ہیں اور اس سے صورتحال پر تباہ کن اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ حکومت اور نجی شعبے کو چاہئے کہ صورتحال میں بہتری لانے کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کریں۔ جب تک نظام انصاف تشکیل نہیں دیا جاتا اور اسے عملی جامہ نہیں پہنایا جاتا آپ عدم مساوات کو ختم نہیں کر سکتے۔ قانون کی حکمرانی ہونی چاہئے، سب کو روزگار کے یکساں مواقع، احترام اور انسانیت کی خدمت کے مواقع میسر ہونے چاہئیں۔

حکومت بلوچستان نے صوبے میں عدم مساوات کم کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں یا کون سے اقدامات کر رہی ہے؟

صورتحال میں بہتری لانے کے لئے حکومت متعدد اقدامات کر رہی ہے جیسے سالانہ تعلیمی بجٹ چھ فیصد سے بڑھا کر 23 فیصد کر دیا گیا ہے، بنیادی مراکز صحت کو بہتر بنایا گیا ہے، کھیت سے منڈی تک سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں، شعبہ زراعت میں تیس ہزار ٹیوب ویلوں کے لئے بجلی پر سالانہ 24 ارب پاکستانی روپے سے زائد کی سب سڈی مختص کی گئی ہے، 100 ڈیم تعمیر کئے گئے ہیں، گوادر کی بندرگاہ نے کام شروع کر دیا ہے اور شاہراہوں کو چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) سے جوڑا جا رہا ہے۔

اقتباس

جب تک نظام انصاف تشکیل نہیں دیا جاتا اور اسے عملی جامہ نہیں پہنایا جاتا آپ عدم مساوات کو ختم نہیں کر سکتے۔ قانون کی حکمرانی ہونی چاہئے، سب کو روزگار کے یکساں مواقع، احترام اور انسانیت کی خدمت کے مواقع میسر ہونے چاہئیں۔

انٹرویو

ڈاکٹر خالدہ غوث

مینجنگ ڈائریکٹر، سوشل پالیسی اینڈ ڈویلپمنٹ سنٹر (ایس پی ڈی سی)
پروفیسر وسابق چیئرپرسن، شعبہ بین الاقوامی تعلقات، کراچی یونیورسٹی

اقتباس

سماجی تحفظ کا ایک موثر اور باقاعدہ ہدف پر مبنی نظام (جسے بنیادی طور پر صوبے تشکیل دیں) تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔

ملک کو درپیش عدم مساوات کے اہم ترین پہلو کون سے ہیں؟ کیا وقت کے ساتھ ان میں شدت آئی ہے یا عدم مساوات کم ہو رہی ہے؟

پاکستان میں عدم مساوات کے کئی پہلو دیکھنے کو ملتے ہیں جیسے آمدنی کی عدم مساوات، سماجی خدمات تک رسائی اور سماجی ترقی کے نتائج میں عدم مساوات، پیداواری وسائل (زمین کی ملکیت) تک رسائی میں عدم مساوات۔ عدم مساوات کے کئی پہلو ایسے ہیں جن کا اثر ایک سے زیادہ شعبوں میں پھیلا ہے جیسے صنفی عدم مساوات، علاقائی (صوبائی) عدم مساوات، شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان عدم مساوات۔

سب سے پہلے آمدنی کی عدم مساوات آ جاتی ہے۔ Gini Coefficient کے ذریعے تیار کئے گئے تخمینے کے مطابق پاکستان میں فی کس آمدنی کی عدم مساوات 88-1978 کے عرصے میں 0.350- تھی جو وقت کے ساتھ بڑھتے بڑھتے 11-2010 میں 0.407 تک پہنچ گئی۔ اسی طرح اس عرصے کے دوران بلند ترین سے پست ترین آمدنی کا تناسب 4.9 سے بڑھ کر 6.9 تک جا پہنچا ہے۔ (سادہ لفظوں میں اسے یوں بیان کریں گے کہ بلند ترین (20 فیصد) آمدنی والا گروپ 88-1978 کے دوران پست ترین (20 فیصد) آمدنی والے گروپ کے مقابلے میں پانچ گنا زیادہ کما رہا تھا جبکہ 11-2010 میں یہ تناسب سات گنا تک پہنچ گیا۔

فی کس آمدنی کے اعتبار سے بھی شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان فرق پایا جاتا ہے البتہ وقت کے ساتھ اس میں کمی ضرور آئی ہے۔ ایس پی ڈی سی کے تخمینے کے مطابق 02-2001 میں شہری علاقوں کے مکینوں کی فی کس آمدنی دیہی علاقوں کے مکینوں کے مقابلے میں 93 فیصد زیادہ تھی۔ 14-2013 تک یہ فرق کم ہوتے ہوتے 60 فیصد رہ گیا۔

اسی طرح مختلف صوبوں کے باشندوں کی آمدنیوں میں بھی نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر سندھ میں فی کس آمدنی بلوچستان اور خیبر پختونخواہ کے مقابلے میں تقریباً 50 فیصد زیادہ ہے۔

پھر سماجی خدمات تک رسائی اور سماجی ترقی کے نتائج میں عدم مساوات آ جاتی ہے۔ تعلیم اور صحت کے شعبوں میں صنفی، صوبائی اور شہری و دیہی عدم مساوات موجود ہے جیسے مثال کے طور پر لڑکوں کے لئے پرائمری میں داخلے کی اصل شرح 72 فیصد ہے جبکہ دوسری جانب لڑکیوں کے لئے یہ شرح 62 فیصد ہے (پی ایس ایل ایم 15-2014)۔ پرائمری تعلیم کے لئے صنفی مساوات کے انڈکس میں بہتری آئی ہے جو 91-1990 میں 0.73 تھا، 12-2011 میں 0.90 ہو گیا لیکن 15-2014 میں کم ہو کر 0.88 پر آ گیا۔

ناقص غذائیت کی شرح دیہی علاقوں میں زیادہ ہے۔ قومی غذائی سروے 2011 سے پتہ چلا کہ 33 فیصد دیہی بچے (پانچ سال سے کم عمر) کم وزن ہیں جبکہ شہری علاقوں میں یہ شرح 26 فیصد ہے۔ اسی طرح دیہی علاقوں میں پستہ قد بچوں کا تناسب 46 فیصد جبکہ شہری علاقوں میں 37 فیصد ہے۔

دیہی علاقوں میں شیر خوار بچوں کی شرح اموات (آئی ایم آر) بھی بلند ہے۔ دیہی آبادی میں یہ شرح شہری علاقوں کے مقابلے میں 1.6 گنا زیادہ ہے (شہری 45 اور دیہی 70 - پی ایس ایل ایم 12-2011)۔

پینے کے پانی (Tap Water) تک رسائی کے معاملے میں بھی شہری و دیہی علاقوں اور صوبوں کے درمیان فرق پایا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر 51 فیصد شہری گھرانوں کو پینے کے پانی تک رسائی میسر ہے جبکہ دیہی علاقوں میں یہ تناسب صرف 13 فیصد ہے۔ اسی طرح مختلف علاقوں کے درمیان بھی عدم مساوات دیکھنے کو ملتی ہے۔

پیداواری وسائل (اراضی کی ملکیت) تک رسائی میں عدم مساوات بھی اپنی جگہ موجود ہے۔ اراضی کی ملکیت اور زرعی معیشت کے ڈھانچے میں پائی جانے والی عدم مساوات پاکستان کی ایک دیرینہ خاصیت ہے۔ تاہم سندھ اور پنجاب کے لئے طویل عرصے کے اعداد و شمار کے ایک تجزیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ: (1) 1959 اور 1972 کی تقسیم نو پر مبنی اراضی اصلاحات نے اراضی کی انتہائی غیر مساویانہ تقسیم پر کوئی سنجیدہ اثرات مرتب نہیں کئے۔ (2) سچ تو یہ ہے کہ سال در سال اراضی کی ملکیت میں عدم مساوات مزید بڑھتی گئی ہے۔ (3) اراضی تک رسائی میں بھی کمی آئی ہے (ایس پی ڈی سی سالانہ رپورٹ 2001، افزائش، عدم مساوات اور غربت)۔ اسی طرح دیہی گھرانوں میں تقریباً نصف بے زمین ہیں اور ایسے لوگوں کے تناسب میں بھی وقت کے ساتھ اضافہ ہوتا گیا ہے۔ پاکستان کی زرعی مردم شماری (2010) کے مطابق 20 فیصد اراضی مالکان زرعی اراضی کے 70 فیصد کے مالک ہیں۔

کیا آپ سمجھتی ہیں کہ جغرافیائی اور علاقائی عدم مساوات نے پاکستان میں پائی جانے والی سیاسی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دیا ہے؟ کیا محروم اور غیر محروم طبقات کے درمیان وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم سے ان کے ازالہ میں مدد ملے گی؟

اس مسئلے پر خاصی بحث ہو چکی ہے۔ کئی حلقوں کا کہنا ہے کہ معاشی عدم مساوات جرائم اور دہشت گردی کی کارروائیوں میں اضافے کا ایک بڑا سبب ہے۔ تاہم اس دلیل کے حق میں آپ کو کچھ زیادہ ٹھوس علمی شواہد نہیں ملتے۔ مائیکرو سطح پر شاید جزوی حد تک یہ درست ہو لیکن زیادہ اہم عوامل کا تعلق جغرافیائی و سیاسی مسائل کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ان مسائل کے ازالہ کے لئے طرز حکمرانی کے امور بھی اہم ہیں۔ مثال کے طور پر وسائل کی منصفانہ تقسیم ایسے مسائل سے نمٹنے کے لئے ایک اہم عامل کی حیثیت رکھتی ہے۔ بہرحال وسائل کی تخصیص اور آمدنی کی تقسیم نو جیسے امور بنیادی طور پر طرز حکمرانی سے جڑے ہیں اور انہیں اسی سے متعلق امور کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

ایس ڈی پی سی کے سالانہ جائزہ 10-2009 کے مطابق: سکیورٹی بحران، عسکریت پسندی، انتہا پسندی، تشدد اور عدم برداشت کے سماجی اثرات کی جڑیں صاف طور پر اداروں اور مختلف حکومتوں کی طرف سے شروع کی گئی سماجی ترقیاتی پالیسیوں دونوں کی منظم ناکامی میں ہیں۔ اداروں کو مستحکم بنانے، روزگار کے مواقع پیدا کرنے، صنعتی عمل کو استحکام دینے، غیر رسمی شعبوں کی ریگولیشن، سماجی و معاشی عدم مساوات کے ازالہ، معیاری تعلیم و حفظان صحت کی فراہمی، قانون کی حکمرانی، افراط زر پر کنٹرول، غربت، خوراک کی عدم تحفظ اور دہشت گردی کے خاتمہ، ان سب میں متعلقہ حکومتوں کی منظم ناکامی شدید مایوسی، تشدد اور لاقانونیت کا باعث بنی ہے۔

انٹرویو

خرم حسین

صحافی، اقتصادی تجزیہ نگار

کیا آپ سمجھتی ہیں کہ ہماری معاشی وسماجی پالیسیاں پاکستان سے عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے موزوں ہیں؟ آپ کے خیال میں وہ کون سے اہم ترین پالیسی اقدامات ہیں جو پاکستان کو درپیش معاشی وسماجی عدم مساوات کی مختلف شکلوں کو دور کرنے میں مدد دے سکتے ہیں؟

سماجی خدمات کی فراہمی کی ذمہ داری چونکہ صوبائی حکومتوں پر عائد ہوتی ہے اس لئے این ایف سی کے ذریعے صوبوں کو زیادہ وسائل منتقل کرنے کی ضرورت ہے۔ تاہم اضافی وسائل کو کارکردگی کے بعض اشاریوں کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ علاوہ ازیں، صوبوں کو چاہئے کہ وہ مالی، سیاسی اور انتظامی اختیارات مقامی حکومتوں کو منتقل کریں۔ سماجی تحفظ کا ایک موثر اور باقاعدہ ہدف پر مبنی نظام (جسے بنیادی طور پر صوبے تشکیل دیں) تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ آخری بات، سماجی شعبوں میں بڑی اور دیرپا سرمایہ کاری کو رواج دیا جائے۔

ملک کو درپیش عدم مساوات کے اہم ترین پہلو کون سے ہیں؟ کیا وقت کے ساتھ ان میں شدت آئی ہے یا عدم مساوات کم ہو رہی ہے؟

اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ آپ کس جہت کو دیکھ رہے ہیں۔ ایک جہت سے دیکھیں تو ہوسکتا ہے اس میں شدت آ رہی ہو جبکہ دوسرے رخ پر ہوسکتا ہے فرق کم ہو رہا ہو۔ میرے خیال میں تین جہتیں ایسی ہیں جن کے اعتبار سے تاریخی طور پر عدم مساوات نے اپنا کردار ادا کیا ہے اور وہ ہیں صنف، آمدنی (یا مادی وسائل پر گرفت) اور جغرافیہ (یا شہری دیہی)۔

جغرافیہ کے اعتبار سے فرق یقیناً کم ہو رہا ہے اور یہ خاص طور پر اس صورت میں زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے جب آپ اس کا موازنہ آج سے پچاس سال پہلے کے حقائق کے ساتھ کرتے ہیں۔ یہی موازنہ اگر آپ پانچ سال پہلے کی صورتحال کے ساتھ کریں تو شاید آپ کو کچھ زیادہ تبدیلی دیکھنے کو نہ ملے کیونکہ تبدیلی کا یہ عمل انتہائی سست رو ہے۔ صنف کے معاملے میں بعض اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ فرق بڑھ گیا ہے۔ تاہم بعض رخ ایسے بھی ہیں جیسے افرادی قوت میں شمولیت یا صحت اور تعلیم کے میدان میں خواتین کے اشاریئے تو یہاں یہ پہلو بہت کم ہو جاتا ہے۔ آمدنی کے اعتبار سے صنفی خطوط پر عدم مساوات خاصی نمایاں ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جغرافیائی اور علاقائی عدم مساوات نے پاکستان میں پائی جانے والی سیاسی چپقلش، جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دیا ہے؟ کیا محروم اور غیر محروم طبقات کے درمیان وسائل کی قدرے منصفانہ تقسیم سے ان کے ازالہ میں مدد ملے گی؟

وسائل کی تقسیم قدرے منصفانہ ہو بھی جائے تو اس سے دہشت گردی کا محض معمولی حد تک ازالہ ہوگا۔ اس کی افزائش دراصل فرق کے مختلف پہلوؤں، مادی محرومیوں اور حالات کے سیاق وسباق سے جڑی ہوئی ہے۔ ہمیں ایسے لوگ بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جن کا پس منظر بہت اچھا تھا لیکن انہوں نے دہشت گردی کی کارروائیاں کیں۔ انہوں نے وسائل کی خاطر ایسا نہیں کیا بلکہ صاف ظاہر ہے یہ یکسر کسی اور چیز کا اثر تھا۔ ان ساری چیزوں پر نظر دوڑائیں تو ان کے درمیان ایک باہمی تعلق دیکھنے کو ملتا ہے لیکن یہ تعلق بالکل باریک سا ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری معاشی وسماجی پالیسیاں پاکستان سے عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے موزوں ہیں؟ آپ کے خیال میں وہ کون سے اہم ترین پالیسی اقدامات ہیں جو پاکستان کو درپیش معاشی وسماجی عدم مساوات کی مختلف شکلوں کو دور کرنے میں مدد دے سکتے ہیں؟

ہماری معاشی پالیسیاں عدم مساوات کے ازالہ کے نقطہ نظر سے تشکیل نہیں دی جاتیں۔ وہ محض ایک حد تک اس کے ازالہ کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ ان کا سارا زور بظاہر معاشی افزائش پر ہوتا ہے لیکن وہ یہ طے کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں کہ اگلے سال کے بجٹ کا بوجھ کون اٹھائے گا۔ پالیسیاں اپنے سرے سے ملبہ اتارنے کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ کچھ پروگرام اور پالیسیاں واقعی ایسی ہیں جن سے غریبوں کو مدد ملتی ہے لیکن پاکستان کی معاشی پالیسیوں کا اصل زور ان پر نہیں ہے۔

غربت میں کمی کو ہماری معاشی پالیسی میں مرکزی حیثیت ملنی چاہئے۔ عدم مساوات کے خلاف حفاظتی اقدامات اور آئندہ نسلوں کو یہ فرق کم کرنے میں مدد دینا ہمارے ایجنڈا میں سرفہرست ہونا چاہئے۔ محرومیوں کا شکار بچوں کو بہتر صحت اور تعلیم کے مواقع ملنے چاہئیں اور معاشی پالیسیاں آئندہ نسلوں کو سامنے رکھتے ہوئے بنائی جائیں۔ اصل آئیڈیا یہ ہونا چاہئے کہ بھلے آپ غریب پیدا ہوں لیکن ضروری نہیں کہ آپ ساری عمر غریب ہی رہ جائیں۔ فی الوقت تو ہمارا سارا زور اسی پر ہے کہ آج کا دن بتاؤ، کل کی کل دیکھی جائے گی۔

نوجوانوں کی آواز

قدسیہ مسعود

یونیورسٹی آف آزاد جموں وکشمیر

ہمارا معاشرہ مکمل طور پر مردوں کے زیر غلبہ معاشرہ ہے جس میں مردوں کو ہر آزادی حاصل ہے یہاں تک کہ وہ غیرت کے نام پر عورتوں کو قتل بھی کر سکتے ہیں۔ صنفی امتیاز سے نمٹنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ خواتین کو ہر شعبے میں بااختیار بنایا جائے اور خواتین کے خلاف امتیاز کی تمام شکلوں کے خاتمہ کے کنونشن (CEDAW) پر صحیح معنوں میں عملدرآمد کیا جائے۔ ہمارا مذہب بھی ہمیں ایک مکمل اور منصفانہ ضابطہ حیات فراہم کرتا ہے جسے اپنے معاشرے میں ضم کر کے ہم اسے ان تمام برائیوں سے پاک بنا سکتے ہیں۔

خرم قیوم

یونیورسٹی آف آزاد جموں وکشمیر

امیر اور غریب کے درمیان خلاء بڑھ رہا ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں امتیاز ہمارے معاشرے میں عام سی بات ہے۔ سرکاری عہدوں کے لئے رشتے داروں کو ترجیح دی جاتی ہے اور یوں مستحق افراد بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔ میرٹ کو اولین ترجیح ملنی چاہئے اور مستحق امیدواروں کی تقرری کے لئے ایک آزادانہ، منصفانہ اور شفاف نظام رائج ہونا چاہئے۔

طاہرہ امتیاز

قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی

لوگوں کے ساتھ ان کی صنف، معاشی حیثیت اور نسلی شناخت کے مطابق مختلف سلوک کیا جاتا ہے۔ اگر ہم بالخصوص اپنی خواتین کے لئے ایک منصفانہ معاشرے کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو ہمیں اس میں رچی بسی قدامت پسندانہ سوچ اور قبائلی ذہنیت کو ختم کرنا ہوگا۔ حکومت میں ہر سطح پر خواتین کو زیادہ نمائندگی ملنی چاہئے۔ میڈیا کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور بے کار کے سیاسی ٹاک شوز پر کئی کئی گھنٹے ضائع کرنے کے بجائے اس طرح کے مسائل کو موضوع بحث بنانا چاہئے۔

شیر احمد

قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی

میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اگر آپ نے معمولی کپڑے پہن رکھے ہوں تو آپ کو طنزیہ جملوں اور تبصروں کے ذریعے تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے جس سے یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی ہے کہ امتیازی طرز عمل ہر جگہ موجود ہے۔ صنف، نسل، آمدنی اور سماجی حیثیت، یہ سب پاکستان میں عدم مساوات پیدا کرنے والے عوامل ہیں۔ اس مسئلے کو سدھارنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ متاثرہ افراد اس لعنت کے خلاف آواز اٹھائیں اور اپنے موقف پر ڈٹ جائیں۔

نوجوانوں کی آواز

سندس نسیم

یونیورسٹی آف پشاور

صنف، سماجی حیثیت، طبقاتی حیثیت اور لامحدود اختیار کی حرص ہمارے معاشرے میں عدم مساوات کے اہم اسباب ہیں اور ہم ان مسائل کا ازالہ بنیادی ارتقاء کے عمل سے گزر کر ہی کر سکتے ہیں، جس کے لئے ضروری ہے کہ قانون کی حکمرانی پر موثر طریقے سے عملدرآمد ہو اور عدالتی نظام میں اصلاحات لائی جائیں۔ ایک ایسے ماحول میں جہاں کرپٹ لوگوں اور سیاست دانوں کے گلے میں ہار ڈالے جاتے ہوں اور انہیں ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا ہو، وہاں پولیس اور بیوروکریسی میں کڑی اصلاحات انتہائی ضروری ہو جاتی ہیں۔ تعلیم بالخصوص بچیوں کی تعلیم اس بات کو یقینی بنانے کے لئے ناگزیر ہے لہٰذا اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔

ہارون اللہ

یونیورسٹی آف پشاور

معاشرے میں عدم مساوات اور لوگوں کے مختلف طبقات کے درمیان نسل، عمر یا صنف کی بنیاد پر متعصب سلوک اب معمول کا حصہ بن چکا ہے۔ ایک طرف غریب شہری ہیں جن کی ساری زندگی حصول انصاف کی نذر ہو جاتی ہے جبکہ دوسری جانب امیر اور بااثر افراد ہیں جو قانون سے ہر قسم کا فائدہ اٹھانے کی قوت رکھتے ہیں۔ کیسی عجیب بات ہے کہ سرکاری سکولوں کے اساتذہ کی بھی خواہش ہے کہ ان کے بچے پرائیویٹ سکولوں میں پڑھیں اور سرکاری افسران پرائیویٹ ہسپتالوں میں علاج کو ترجیح دیتے ہیں۔ امیر اور غریب کے درمیان ایک طرح کی لاتعلقی پائی جاتی ہے جس میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمیں ایک ایسے معاشرے کی ضرورت ہے جہاں امیر اور غریب سب لوگ اپنی صنف، طبقے یا مذہب سے قطع نظر سیاست اور اقتدار میں شریک ہوں۔ وی آئی پی کلچر کو ختم کرنا ہوگا جبکہ امیر اور غریب دونوں کو تعلیم کا حق دینا ہوگا اور ان کے ساتھ برابر سلوک کرنا ہوگا۔

عدیل احمد

یونیورسٹی آف کراچی

میرے خیال میں تعصب کی ایک شکل جس کا اکثر توجہ نہیں دی جاتی اور جو اس وقت پاکستان کو طاعون کی طرح چاٹ رہی ہے، معاشی حیثیت سے متعلق ہے۔ ''پیسہ بولتا ہے'' کا مقولہ آج کے معاشرے پر عین صادق آتا ہے جس کی جڑیں کرپشن اور دھوکہ دہی سے جا ملتی ہیں۔ کسی سرکاری دفتر یا صوبائی اسمبلی کے باہر دہائی دینے والے غریب کی بات پر کان دھرنے کی فرصت شاید ہی کسی کو ہو، لیکن امیر اور طاقتور لوگ محض ایک فون کال پر اپنا کام کرا لیتے ہیں۔ معاشی امتیاز کا مسئلہ دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان کے متوسط طبقے کو وسعت دینے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ سرکاری دفاتر مثلاً نادرا اور ڈرائیونگ لائسنس دفاتر پر کڑی نظر رکھی جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ ہر شخص چاہے وہ گلی کا جمعدار ہو یا کوئی بزنس ایگزیکٹو، اس کے ساتھ برابر سلوک ہو۔

سیدہ دانیہ زیدی

یونیورسٹی آف کراچی

جہاں تک امتیاز کا تعلق ہے تو صنفی عدم توازن اور نسلی شناخت و تقسیم اس حوالے سے بنیادی مسائل ہیں۔ لوگ باہمی مفاہمت سے مسائل حل کرنے کے بجائے اپنے فرقوں یا گروہوں کی خاطر تشدد کی راہ اپنانے پر زیادہ مائل نظر آتے ہیں۔ خواتین کو مردوں کے برابر حیثیت ملنی چاہئے اور خواتین کو آزادانہ حیثیت میں قبول نہ کرنے کے رجحان کا تدارک بہت ضروری ہے۔ ہر شخص کو دوسروں کے مذہب، نسل اور خیالات کے معاملے میں برداشت پر مبنی رویہ اپنانا چاہئے۔

نوجوانوں کی آواز

ستارہ بگل

سردار بہادر خان ویمن یونیورسٹی

سرکاری ملازمتوں کے لئے این ٹی ایس کے زیر اہتمام پچھلے دنوں ہونے والے بعض ٹیسٹوں میں اقربا پروری کی بدترین مثالیں دیکھنے میں آئیں جن میں لوگوں کو زبان، نسلی وابستگی، صنف، سماجی حیثیت وغیرہ کے نام پر امتیاز کا نشانہ بنایا گیا۔ اگر ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو عدم مساوات پر مبنی رویوں کو پھیلانے میں میڈیا سب سے آگے دکھائی دیتا ہے جو ایسی خبروں کو اجاگر کرتا ہے جو عوامی مفاد کے بجائے میڈیا اداروں کے ذاتی مفادات کو پورا کرتی ہیں۔ اسی طرح تعلیمی نظام سرکاری اور نجی اداروں کے درمیان امتیاز کے خطوط پر بٹا ہوا ہے۔ عدم مساوات کے مسائل دور کرنے کے لئے عوام اور حکومت دونوں کو انتھک کوششیں کرنا ہوں گی۔

شبیر رخشانی

یونیورسٹی آف بلوچستان

میرا تعلق اوارن کے دور افتادہ ضلع سے ہے جہاں صوبے کے دیگر علاقوں کے برعکس تعلیمی نظام کا شاید ہی کوئی وجود ہے۔ اس بناء پر میں ملازمتوں کی دوڑ میں، میں بلوچستان کے بہتر طور پر آباد علاقوں کے امیدواروں کے ساتھ مقابلہ نہیں کر پایا۔ اس پر مستزاد یہ کہ صوبے سے باہر لاتعداد ایسے مواقع تھے جن سے میں محض نسلی تعصب کے ہاتھوں مستفید نہیں ہو پایا کیونکہ میں بلوچ تھا۔ اس طرح کی عدم مساوات کو دور کرنا ازحد ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلیم تک سب کی رسائی، وسائل کی منصفانہ تقسیم اور سب کا احتساب یقینی بنانا بھی ناگزیر ہے۔

عبداللہ احسان

قائداعظم یونیورسٹی

رائے اور صنف (مثلاً مخنث افراد) کے حوالے سے تنوع کے معاملے میں عدم برداشت ملک میں عدم مساوات کی اہم ترین شکلوں میں سے ایک ہے۔ ریاست کی طرف سے معاشرے کے مزدور طبقے کے مسائل پر برائے نام توجہ دیکھنے میں آتی ہے۔ ہمارا معاشرتی ڈھانچہ مختلف طبقات پر مشتمل ہے، ہر طبقے کے اپنے خیالات ہیں اور اپنے طے کئے ہوئے مقاصد۔ اگرچہ آئین میں غیر مراعات یافتہ طبقات کے لئے کئی دفعات شامل ہیں لیکن یہ سب کی سب محض کاغذوں تک محدود ہیں۔ علاوہ ازیں اشرافیہ کے زیر غلبہ پاکستانی معاشرے میں آمدنی کی غیر مساوی تقسیم نے عدم مساوات کو زیادہ شدید بنا دیا ہے اور احساس محرومی کو تقویت دی ہے۔

شگفتہ مسعود

قائداعظم یونیورسٹی

پاکستان میں لوگوں کے ساتھ صنف، نسلی وابستگی اور سماجی حیثیت کی بناء پر مختلف سلوک کیا جاتا ہے۔ تبدیلی کا آغاز نصاب سے کرنا ہوگا جس میں بچوں کو پڑھایا جاتا ہے کہ تمام لوگ برابر ہیں چاہے وہ تعلیم یافتہ ہوں یا ان پڑھ۔ ہمارا نصاب کا موجودہ نظام منافرت اور عدم برداشت کی تعلیم دیتا ہے۔ ''سیاسی وی آئی پی کلچر'' کو بھی تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک بار لوگوں کے سامنے ایسی متاثر کن مثالیں سامنے آجائیں تو ان کے رویوں میں تبدیلیاں آنے لگیں گی اور عدم مساوات اور اختلافات پر مبنی غلط فہمیاں دم توڑنے لگیں گی۔

ڈویلپمنٹ ایڈووکیٹ
پاکستان